"نفیرِ حرم" پر منظوم تاثر

از: حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی مصباحی، مسقط، عمان

ضیائے فکر، وقارِ قلم، نفیرِ حرم
ہوئی ہے عشق کے ہاتھوں رقم، نفیرِ حرم

یہ نقشِ نعتِ نبی، لوحِ دہر پر چمکے
کہ پھیلے چاروں طرف، دم بہ دم نفیرِ حرم

بفیضِ نعت، ملے صاحبِ سخن کو فروغ
بنے وسیلۂ باغِ ارم، نفیرِ حرم

یہ سن ہے چودہ سو چالیس، دو ہزار انیس
ہوئی ہے نشر، بجاہ و حشم، نفیرِ حرم

نمی رہے گی سدا کشتِ فکر میں جس سے
فریدیؔ! ہے وہ بصیرت کا یم، نفیرِ حرم

۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ
۲۴ر جنوری ۲۰۱۹ء بروز جمعرات

محمد سلمان رضا فریدیؔ صدیقی مصباحی
بارہ بنکوی۔ نوری مسجد مسقط عمان
وارد حال گھوسی شریف ضلع مئو

Rs.80

Publisher
DARUL UIOOM MADINATUL ARABIA
Dostpur Sultanpur U.P.
Distributer
Misbahi Publication, Muhammadabad, Mau
Mobile No.: 8188818465, 9506191193

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد، نعت، مناقب اور نظموں کا حسین گلدستہ

نفیرِ حرم

از

فروغ احمد اعظمی مصباحی

شائع کردہ

دار العلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، سلطان پور یوپی

نام کتاب: نفیر حرم

شاعر: فروغ احمد اعظمی مصباحی

کمپوزنگ: غلام سید علی علیمی

سال اشاعت: ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۰۱۹ء

مطبع:

ناشر: شعبۂ نشر واشاعت دار العلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، سلطان پور۔

صفحات:

قیمت:

ملنے کے پتے

① دار العلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، سلطان پور

② کمال بک ڈپو، نزد جامعہ شمس العلوم، گھوسی مئو

③ کتب خانہ امجدیہ، ٹاون کلب بستی

انتساب

اس اولین مداح وثنا خوانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی صحابیٔ رسول

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نام

جن کے ممدوح نے اپنی مسجد میں ثنا خوانی کے واسطے منبر نور لگوا کر، انھیں دارین کی دائمی سرفرازی بخشی اور قیامت تک کے ثنا خوانوں کے لیے اعزاز وامتیاز کا سامان کر دیا۔

اور پھر

حسان الہند، عاشق رسول، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کے نام

جنھوں نے چودھویں صدی ہجری میں برِّصغیر کے اندر شاتمان رسالت کا تعاقب اور موثر رد کر کے ناموس رسالت کے تحفظ کا مبارک فریضہ انجام دیا اور نئی نسل تک عشق ومحبت رسالت کے پیغام کی ترسیل میں سب سے نمایاں کردار ادا کیا، اور جن کے نغمے ''لاکھوں سلام'' اور ''کڑوروں درود'' دنیا کی ہر خوش عقیدہ بستی میں اب تک گائے جا رہے ہیں

اور قیامت تک گائے جاتے رہیں گے۔

پھر

حبیب حق نما، عاشق رسول خدا، سلطان التارکین، سنوسی وقت، آقائے نعمت مجاہد ملت

علامہ شاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری عباسی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام

جنھوں نے سلطانی میں فقیری اور فقیری میں سلطانی کی اور عجم سے عرب تک عظمت شان رسالت کا ڈنکا بجایا، جس سے ایوان نجدیت میں بھی لرزہ پیدا ہو گیا۔

نیاز مند، اسیر حبیب

فروغ احمد اعظمی مصباحی حبیبی

مندرجات

منقبتیں

نظمیں

تعارف شاعر

پیش کش: محمد شوکت رضا تحسینی، متعلم الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

تاریخی نام: محمد فروغ (۱۳۷۸ھ)

نام ونسب: فروغ احمد اعظمی بن الحاج ممتاز احمد قادری بن مولوی قمر الدین اعظمی اشرفی بن محمد شفیع بن دین محمد

تخلص: فروغ

خاندانی ماحول: دینی، مذہبی۔ والد گرامی الحاج ممتاز احمد مکمل تیئس برس تک شمس العلوم گھوسی کے ناظم اعلیٰ رہے، مفتی اعظم کے مرید تھے، مذہبی سرگرمیوں میں شروع ہی سے آگے رہتے تھے، آپ کی تعلیم متوسطات یعنی شرح جامی تک تھی، دادا مولوی قمر الدین اعظمی اشرفی مرحوم بھی نیم مولانا تھے، حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔

تاریخ پیدائش: شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۹ء (درج اسناد تاریخ پیدائش ۵/دسمبر ۱۹۶۲ء)

مولد: محلہ کریم الدین پور گھوسی، ضلع اعظم گڑھ اور اب ضلع مئو

تعلیم: ناظرہ (گھریلو تعلیم) پرائمری وعربی فارسی تا مولویت (شمس العلوم گھوسی) عالمیت وفضیلت (الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ)

اساتذۂ کرام: ماسٹر محمد ابو الحسن صاحب، ماسٹر عبد الرزاق مرحوم، ماسٹر محمد صوفی مرحوم (اساتذۂ پرائمری شمس العلوم گھوسی)

ماسٹر محمد ایوب مرحوم، مولانا فداء المصطفی صاحب قادری، مولانا سیف الدین شمسی مرحوم، مولانا ڈاکٹر محمد عاصم صاحب اعظمی، مولانا عبد المنان کلیمی، مولانا ابو اللیث اعظمی مرحوم، مولانا قمر الدین، قمر اشرفی علیہ الرحمہ، مولانا الحاج شفیق احمد عزیزی علیہ الرحمہ (اساتذۂ عربی فارسی شمس العلوم)

مولانا اعجاز احمد مبارک پوری علیہ الرحمہ، مولانا یٰسین اختر مصباحی، مولانا افتخار احمد قادری، مولانا نصیر الدین صاحب، مولانا عبد الشکور صاحب، شیخ القرآن علامہ عبد اللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی صاحب قادری، علامہ محمد شفیع اعظمی علیہ الرحمہ، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ، شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ (اساتذۂ جامعہ اشرفیہ مبارک پور)

فراغت: ۱۹۸۳ سنہء الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور۔

اسناد: ابتدائی، ادیب، ادیب ماہر، ادیب کامل (جامعہ اردو علی گڑھ)
منشی، کامل، مولوی، عالم، فاضل ادب، فاضل دینیات، فاضل طب (عربی فارسی بورڈ اتر پردیش)
فاضل علوم اسلامیہ (الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور)

عقد مسنون: ۲۸/مارچ ۱۹۸۶ سنہء ہمراہ حامدہ خاتون بنت انعام الحق صاحب مرحوم گھوسی

اولاد: چار لڑکے۔ (۱) احمد فرحان غازی۔ (۲) محمد کامران انس۔ (۳) ابو قحافہ محمد عفان۔ (۴) محمد حسان۔
چار لڑکیاں۔ (۱) سعیدہ رباب۔ (۲) مریم زیبا۔ (۳) آسیہ خاتون۔ (۴) ناجیہ خاتون

تدریس: ۱۵/جولائی ۱۹۸۳ء تا ۳۱/جولائی ۲۰۱۸ء دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

دارالعلوم مدینۃ العربیہ دوست پور، ضلع سلطان پور، ۱۸/اگست ۲۰۱۸ء
سے تا حال بہ حیثیت شیخ الحدیث۔

اعزازات ومناصب: صدر شعبۂ ادب، دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
صدر المدرسین: دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی۔ جنوری ۲۰۰۲ء سے
بانی رکن کہکشاں لائبریری شمس العلوم گھوسی مئو
بانی رکن: المجمع النورانی جمدا شاہی بستی
صدر سابق: ٹیچرس ایسوسی ایشن مدارس عربیہ اتر پردیش بستی۔
ممبر حج کمیٹی، ضلع بستی یوپی
مفتی اعظم ہند ایوارڈ، از پاسبان ملت کمیٹی وآستانہ صوفی صاحب، بھٹہٹ
گورکھ پور۔
ہندوستان کے مختلف نمایاں دینی تعلیمی اداروں بشمولِ الجامعۃ الاشرفیہ سے
منصب تدریس کی پیش کش۔

علمی وقلمی خدمات: ۱) زمانہ طالب علمی سے لے کر اب تک ملک کے طول وعرض میں شائع
ہونے والے سیکڑوں مضامین۔
۲) الشمس” سالانہ میگزین شمس العلوم، گھوسی کی ادارت
۳) ترجمہ ”فتنۃ الوھابیۃ“
۴) ترجمہ ”التوسل بالنبی“
۵) ترجمہ ”صور من حیاۃ الصحابۃ“
۶) قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت
۷) شرح عربی ”المعلقات السبع“
۸) تحریک وہابیت
۹) الشباب الاسلامی” سالانہ عربی میگزین کی ادارت

۱۰) فتاوی امجدیہ، تذکرہ علمائے گھوسی اور دیگر کچھ اہم کتابوں کی تدوین و
ترتیب میں خصوصی تعاون
۱۱) نشانِ منزل (اداریوں کا مجموعہ)
۱۲) نفیر حرم (مجموعۂ کلام)
۱۳) ماہنامہ ” پیام حرم“ (اردو) کی ادارت
۱۴) ماہنامہ ”العلیم“ (عربی) کی سرپرستی ونگرانی
۱۵) ایوانِ فکر ونظر (مجموعۂ مضامین)
۱۶) جامعۃ البنات شمس العلوم گھوسی، دارالعلوم علیمیہ اور تنظیم المدارس،
الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی نصاب سازی میں شرکت

شوق ومشغلہ: تدریس، تصنیف و تالیف، اشاعتی وعلمی اداروں کا تعاون، شعر گوئی،
بزرگوں کے آستانوں پر حاضری۔

حج وزیارت: حج ۲۰۰۴ء میں،
عمرہ وزیارت حرمین شریفین وزیارات بغداد، کربلا، نجف، کوفہ، بابل،
سلمان پاک، دمشق شام ۲۰۱۱ء میں
عمرہ ۲۰۱۶ء میں۔

شرف بیعت: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن قادری علیہ الرحمہ

خلافت واجازت: ۱۔ فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ
۲۔ پیر طریقت حضرت سید شاہ رئیس اشرف، اشرفی جیلانی، کھمبات،
گجرات
۳۔ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم، کچھوچھہ
شریف۔

اجازت حدیث: (۱) مفسر قرآن حضرت علامہ مبین الدین محدث امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان قبلہ شیخ الحدیث شمس العلوم گھوسی وسابق شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔

(۳) شرفِ ملت حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان

(نوٹ) حضرت شرف ملت نے ان تمام علومِ دینیہ، تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد وتصوف کی اجازت دی ہے جن کی اجازت شرف ملت کو مشائخ کرام سے حاصل ہے۔ جن کا ذکر الجواھر الغالیہ میں ہے۔

آغاز شاعری: اوائل عمر ہی سے

اصناف سخن: حمد، نعت، منقبت، تہنیتی نظم، غزل، سہرا، قطعہ وغیرہ

نمونۂ کلام

نعت شریف:

گنہ گارو! چلو طیبہ نگر اب ہم بھی چلتے ہیں
سنا ہے وہ سیہ کاروں کی قسمت بھی بدلتے ہیں
تری خاک قدم اہلِ نظر کی آنکھ کا سرمہ
ترے تلووں سے آنکھیں حضرت جبریل ملتے ہیں

منقبت:

حیاتِ دینِ نبی کے لیے شہا تونے
گلے سے موت کو اپنے لگا لیا تونے
حسین زندۂ جاوید ہو گئے مر کر
یزید جی کے بھی خود کو کیا فنا تونے

تہنیتی نظم:

آج جمدا شاہی میں ایسا میہماں آیا
جس کی دید کی خاطر اک جہاں یہاں آیا

بال بال نورانی ، پُر جلال پیشانی
یاد دیکھ کر جس کو ربِ دوجہاں آیا

قطعہ:

مرا کردار ہے کردار غازی
مری فکر رسا ہے فکر رازی
مری گفتار پیغام محبت
زباں اردو مگر لے ہے حجازی

غزل:

بھنوں کی تیغ لیے جب وہ بے نیام آئے
ہمارے قلب و جگر ،جان سب ہی کام آئے
تمہارا ذکر وہ صہبائے کیف آور ہے
کہ جس سے رقص میں مئے خوار اور جام آئے

سہرا:

ہر تمنا شمع کی صورت شبستاں میں جلی
مثل گل ہنسنے لگی ہے آرزوں کی کلی
دشتِ فرقت کے مسافر کو ملی منزل ملی
جب محبت کی زباں ایجاب کی خاطر ہلی
مختصر سے لفظ میں یہ کیا عجب تاثیر ہے
عہد و پیمانِ محبت ہے کہ یہ اکسیر ہے

دیباچۂ کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تونے زمیں بنائی اور آسماں بنایا
اورآسماں کو تونے تاروں سے پھر سجایا
اب تک ہے یوں،ہی قائم تیرا یہ شامیانہ
جس میں نہ نقص کوئی جس میں نہ کوئی پایا

لاکھوں درود تم پر لاکھوں سلام تم پر
اے سرورِ دوعالم خیر الانام تم پر
اصحاب پر تمھارے اور آلِ محترم پر
پھر تیرے اولیا پر علمائے محتشم پر

یارب قبول فرما نعت رسول اکرم
دنیا جہاں میں کردے بے خوف اور بے غم

حمد

حمد باری تعالیٰ

فارسی از: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ	فارسی حمد اردو کے قالب میں از: فروغ احمد اعظمی
ربود جان ودلم را جمال نام خدا	جمالِ نامِ خدا پر فدا ہے جان ودل
نواخت تشنہ لباں را زُلال نام خدا	زلال نامِ خدا وجہ سَیرِیِ کامل
وصال حق طلبی ہم نشین نامش باش	وصالِ نامِ خدامیں وصال ذاتِ خدا
بہ بیں وصال خدا در وصال نام خدا	خدا کے نام سے حق کو تلاش لے واصل
میان اسم و مسمیّٰ چوں فرق نیست بہ بیں	کمالِ نامِ خدا جلوہ گر ہے اسما میں
تو در تجلی اسما کمال نام خدا	میانِ اسم و مسمیّٰ کا فرق ہے مشکل
یقیں بداں کہ تو با حق نشستۂ شب وروز	خیالِ نامِ خدا جب تمھارے دل میں ہے
چو ہم نشین تو باشد خیال نام خدا	یقین جانو کہ تم حق کے ساتھ ہو شامل
ترا سزد طیراں در فضائے عالم قدس	بیالِ نامِ خدا تم اگر اڑان بھرو
بشرط آں کہ پری بیال نام خدا	فضائے قُدس میں پرواز کے ہو تم قابل
چوں نام او شنوم گر بود مرا صد جاں	جلالِ نامِ خدا پر نثار کر ڈالوں
فدائے اوست بہ عجز و جلال نام خدا	جو اس کا نام سنوں میں صد ہزار جان ودل
معیں زگفتن نامش ملول کے گردد	مُلال [1] نامِ خدا بھی خدا کی نعمت ہے
کہ از خدا ست مُلال نام خدا	فروغؔ تم کو معیں کے طفیل ہو حاصل

[1]: مُلال: گرمی

مجھ کو جو سیر کرے بس وہ ترا دانہ ہے

دل کے بت خانے کو مسمار کیا جانا ہے
خانہ یکتائی کا تیا ر کیا جانا ہے

وقت تھوڑا ہے، مگر کام بہت باقی ہے
ہو نہ مایوس،مرے یا رکا فرمانا ہے

منھ بہت مار چکا پھر بھی نہ میں سیر ہوا
مجھ کو جو سیر کرے بس وہ ترا دانہ ہے

گپ اندھیرا ہے،نظر کچھ نہیں آتا خود کو
یہ بھی معلوم نہیں مجھ کو کدھر جانا ہے

کچھ بھی ہو میں اسے ہرگز نہ کبھی چھوڑوں گا
بس وہی آس مری اس کو ہی بس جانا ہے

ہے یہ تسلیم کہ مقصود فقط ہے مفہوم
پھر بھی الفاظ و عبارات کا کچھ معنی ہے

کیسے میں پاؤں اسے کیسے میں پہنچوں اس تک
کتنے عقبات ہیں اور راستہ انجانا ہے

جو کہے کرتے رہو اور توکل رکھو
بس وہ کافی ہے اور مقصود تو مل جا نا ہے

جب بڑا ہے تو بڑا بننے کی کوشش کیسی؟
فقر والوں کا تو انداز فقیرانہ ہے

ہے فروغؔ آپ پہ ماں باپ سے زیادہ وہ رحیم
خود کو پہچان لیں گر آپ، وہ پہچانا ہے

نعتیں

روضۂ محترم

کریم السجایا، جمیل الشِیَم ہو
نبّی البرایا، شفیع الامم ہو

کرم کیوں بھلا ایک مجھ پر ہی کم ہو
کرم ہو ،کرم ہو، کرم پر کرم ہو

خدا لائے جلدی سے جلدی وہ ساعت
کہ طیبہ کی گلیوں میں میرا قدم ہو

مری بے کسی خود ہی ہو جاے بے کس
اگر سامنے روضۂ محترم ہو

کھڑا اس طرح تیرے در پہ ہو مجرم
ندامت سے سرخم ہو او ر آنکھ نم ہو

تشکر کے اشکو ں کی جھڑیا ں لگی ہوں
مرا لب درودوں سے رشکِ ا رم ہو

کروں عرض ومعروض رو روکے جب میں
سماعت میں مصروف گوشِ کرم ہو

جبیں ہو جھکی میری کعبہ کی جا نب
مرے دل کا قبلہ نبی کا حرم ہو

نگاہے! نگاہے! شہنشاہِ عالم
کرو کچھ کرم دور رنج و الم ہو

اگر یاد آئے تو بس یاد تیری
اگر ہو کوئی غم تو بس تیرا غم ہو

مدینہ پہنچ کر میں واپس نہ آؤں
جنازہ مرا خاکِ طیبہ میں ضم ہو

مرا عشق لے جائے گا مجھ کو طیبہ
اگرچہ مری راہ میں پیچ و خم ہو

فروغ آیئے جلد چلیے مدینہ
حیاتِ گریزاں عجب کیا کہ کم ہو

۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴ مئی ۲۰۰۳ء

□□□

قطعہ

تم فاطمہ کے لال ہو ابنِ رسول ہو
نذرانۂ سلام ہمارا قبول ہو
سارے جہاں میں تیری مہک ہے ابھی تلک
تم گلشنِ علی کے مہکتے وہ پھول ہو

□□□

آپ کا سوالی

”حج ۲۰۰۴ء کے موقع پر دربارِ رسول میں کہی گئی نعت“

آپ نے اب تک نہ کوئی بات ٹالی یا رسول
آپ سے میں آپ ہی کا ہوں سوالی یا رسول

میں نے پالی آپ کی گر ذاتِ عالی یا رسول
دوجہاں کی میں نے پھر ہر چیز پالی یا رسول

ایک میری ہی زباں پر یا رسول اللہ نہیں
پڑھ رہی ہے ہر شجر کی ڈالی ڈالی یا رسول

کس مپرسی کا اگر شکوہ کروں تو ہے غلط
آپ ہیں جب میرے حامی اور والی یا رسول

طلعتِ زیبا سے چمکائیں مرا تاریک دل
تاکہ میں دیکھا کروں صورت جمالی یا رسول

میرے آنسو کہہ رہے ہیں آج دل کی ساری بات
سامنے ہے آپ کے روضے کی جالی یا رسول

تشنہ لب کو ڈھونڈتا ہے آپ کا بحرِ کرم
میں لبِ دریا کھڑا ہوں لے کے پیالی یا رسول

طعنہ دیں گے ہند والے نقص الفت کا بہت
جاؤں گا میں گر یہاں سے ہاتھ خالی یا رسول

کیوں فرشتے مجھ کو پیشی کے لیے لے جائیں گے
حشر میں مل جائے گر دامانِ عالی یا رسول

جب ہوئی فرقت میں جنت کی کیاری بے قرار
اپنے پہلو میں جگہ تم نے نکالی یا رسول

ہند بھیجیں گر تو پھر میری لحد کے واسطے
اپنے قدموں میں جگہ رکھیں گے خالی یا رسول

نعت کہہ لی اور سنا لی آپ نے در پہ فروغؔ
اب کہیں، چادر اڑھا دیں ،اپنی کالی یا رسول

□□□

قطعہ

مرا کردار ہے کردارِ غازی
مری فکر رسا ہے فکرِ رازی
مری گفتار پیغام محبت
زباں اردو مگر لَے ہے حجازی

□□□

مناؤ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تقاضا کر رہا ہے عہدحاضر ہر مسلماں سے
کہ اپنا لو پیامِ سیرتِ نبوی دل و جاں سے

نہ زہرہ سے، نہ اختر سے، نہ مہرو ماہ تاباں سے
محبت ہے اگر کرنی، کرو محبوبِ یزداں سے

بہت پوچھا فلک سے پھر بھی اس نے کچھ نہ بتلایا
کہو تصویر ہے اچھی کوئی تصویرِ جاناں سے

لکھی جاتی رہےگی نعتِ پیغمبر قیامت تک
سبکدوشی نہ ہو پائے گی پھر بھی ان کے احساں سے

خدا کی بارگہ تک گر پہنچنا ہے تو پیدا کر
تعلق مصطفی سے ،غوث سے ،احمد رضا خاں سے

مرے دل میں مدینہ ہے مدینے میں مرا دل ہے
تعلق ہے عجب محبوب کا اس کے ثنا خواں سے

اِرم ان کی ہے ہم ان کے چلو جاگیر ہے اپنی
اجازت کی ضرورت اب کہاں باقی ہے رضواں سے

مناؤ جشنِ میلاد النبی کہ نور آیا ہے
جلاؤ جلنے والوں کو جلیں گروہ چراغاں سے

خدا کا نور آیا تھا کہ دل روشن کیا جائے
عداوت پھر یہ کیسی پوچھیئے نجدی سے شیطاں سے

مرا پیشہ قصیدہ خوانئ شاہ دو عالم ہے
غرض کچھ بھی نہیں مجھ کو جہا ں سے اور دوراں سے

صحابی، تابعی، غوث و قطب، مخدوم اور خواجہ
یہ جو کچھ ہیں، تو ہیں ان کے کرم اور ان کے احسا ں سے

ادب، عظمت، محبت اور اطاعت کا سبق سیکھو
فروغ، احمد رضا خاں قادری جیسے ثنا خواں سے

□□□

قطعہ

اے مرے مولیٰ مرے پیارے رسول
اے جدِ حسنین بابائے بتول
''بردۂ مدحت''کے اوراق نفیس
ہند سے لایا ہوں کر لیجے قبول[۱]

□□□

[۱] مولانا نفیس احمد مصباحی کی کتاب ''بردۂ مدحت'' کی بارگاہِ رسالت میں بدستِ شاعر پیشی۔

یہ کیسا آستانہ ہے

ہمارے خانۂ دل میں کوئی مہمان آیا ہے
یہاں جلوؤں کا میلہ ہے یہاں رحمت کا سایہ ہے

خدا یکتا خدائی میں ،محمد مصطفائی میں
نہ میں نے ایسا پایا ہے، نہ میں ویسا پایا ہے

بہت سیرِ چمن کی ہے، بہت سے گلبدن دیکھے
مگر تجھ سا کہاں کوئی، مری آنکھوں کو بھایا ہے

بہت آسان ہے جینا ،بہت آسان ہے مرنا
اگر دل میں رسول اللہ کا سودا سمایا ہے

مدینے کی فضاؤں میں گزرتیں کاش کچھ گھڑیاں
یہاں غفران و رحمت میں ہر اک منظر نہایا ہے

جبیں سائی شہنشاہانِ عالم آ کے کرتے ہیں
یہ کیسا آستانہ ہے، یہ کیسا در خدایا ہے

رسولوں کی امامت کا شرف حاصل کسے ہوگا
فقط یہ تیرا رتبہ ہے، فقط یہ تیرا پایا ہے

فروغ اپنے مقدر میں کوئی ایسا بھی دن آئے
کوئی زائر کہے آکر کہ آقا نے بلایا ہے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

دلِ زنگار میرا جگمگائیں یا رسول اللہ
پھر اس میں جلوۂ زیبا دکھائیں یا رسول اللہ

مدینہ اپنے گھر ہم کو بلائیں یا رسول اللہ
وگرنہ آپ خود تشریف لائیں یا رسول اللہ

ہمیں غم کھا رہا ہے ہم مسلسل کھا رہے ہیں غم
رہائی کی کوئی صورت بتائیں یا رسول اللہ

مدینہ میں مرا گھر ہو ،مرے دل میں مدینہ ہو
حضوری کی کوئی حکمت لگائیں یا رسول اللہ

لرزتے کانپتے جب پُل سے گزروں آپ کو دیکھوں
میں اپنے سامنے اور دائیں بائیں یارسول اللہ

بلاؤں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے
چھڑائیں بے سہاروں کو چھڑائیں یا رسول اللہ

سنیں گے آپ منگتا کی اسی امید میں ہر دم
لگاتا ہوں صداؤں پر صدائیں یا رسول اللہ

تمہارے ہی وسیلے سے سنی جاتی ہے جب سب کی
تو پھر اپنی ہی کیوں رد ہوں دعائیں یا رسول اللہ

خطاؤں پر خطائیں کرتے جانا اپنی عادت ہے
طریقہ آپ کا کرنا عطائیں یا رسول اللہ

فروغؔ اعظمی کی التجا ہے اپنے آقا سے
بوقتِ نزع بھی تشریف لائیں یا رسو اللہ [۱]

---

(۱) ۱۵رستمبر ۲۰۰۰ء

طیبہ نگر

گنہ گارو! چلو طیبہ نگر اب ہم بھی چلتے ہیں
سنا ہے وہ سیہ کاروں کی قسمت بھی بدلتے ہیں

تری خاکِ قدم اہل نظر کی آنکھ کا سرمہ
ترے تلووں سے آنکھیں حضرتِ جبریل ملتے ہیں

حرم کی سرزمیں جب سے بنی آرام گہ تیری
یہاں پیہم ترے انوار کے چشمے ابلتے ہیں

کرو کچھ تو کرم اک دن ذرا سا خواب میں آؤ
بڑی مدت سے دیوانے جُدائی میں مچلتے ہیں

گنہ کرنا پھر ان کو یاد کرکے دل میں شرمانا
ابھی آغازِ الفت ہے ابھی گرتے سنبھلتے ہیں

فروغؔ اپنے شبستاں میں یہ کیسی روشنی چمکی
یہاں شاید انہیں کی یاد کے کچھ دیپ جلتے ہیں

ورفعنالک ذکرک

مصرع طرح "کام کر جائے گی محشر میں شفاعت ان کی

مانگنا شیوہ مرا دینا ہے عادت ان کی
مجھ سے محتاج پہ ہر وقت عنایت ان کی

وہ شہنشاہ ہیں اور مالک و مختارِ جہاں
ہر کہ و مہ کو ہر اک وقت ہے حاجت ان کی

اپنا کردار و عمل، لائقِ بخشش تو نہیں
''کام کر جائے گی محشر میں شفاعت ا ن کی''

شان ان کی و رفعنا لک ذکرک سے عیاں
ا ن کے مولیٰ نے بیاں کی ہے فضیلت ا ن کی

دعوی الفتِ سرور کا ہمیں پاس نہیں
ورنہ دشوار نہ تھی ہم کو اطاعت ان کی

بعض تحریروں میں ہے بغض کی بدبو اب تک
کیوں کہ معنی میں ہے موجود عداوت ان کی

دینے والا ہے خدا بانٹنے والے ہیں نبی
ان کا فرمان سمجھ ،مانگ وساطت ان کی

پاس ناموسِ رسالت نہیں دل میں کچھ بھی
پھر بھی دعوی ہے کہ ہم لوگ ہیں امت ان کی

گھر فروغ آج مرا رشکِ جناں لگتا ہے
ہو نہ ہو بادِ صبا لائی ہو نکہت ان کی [۱]

---

(۱) ۵/اگست ۲۰۰۳ء

خلد بریں کا راستہ

دولتِ عشقِ مصطفیٰ ،دولتِ بے بہا فقط
فکر وغم حیات کی تنہا یہی دوا فقط

خلدِ بریں کا راستہ ان کا ہی راستہ فقط
نقشِ قدم حضور کا اپنا ہے رہنما فقط

منزلِ عشق بھی یہی، جادۂ عشق بھی یہی
نقشِ قدم حضورِ کا اپنا ہے رہنما فقط

حشر میں ہوں گے روبروایک سے ایک خوبرو
چشمِ طلب کی جستجو ہوگا تو ہی شہا فقط

تشنہ لبی سے حشر کی ہوں گے غلام مطمئن
کوثر و سلسبیل پہ قبضہ ہے آپ کا فقط

سائلِ مصطفیٰ ہیں ہم ان کی رضا ہی چاہیے
ان کی رضا رضا فقط،ان کی عطا عطا فقط

دنیا، جہاں سے کام کیا ،کیا ہو کسی سے واسطہ
نعتِ حبیبِ کبریا ،اپنا ہے مشغلہ فقط

تجھ کو ملی ہیں غیب سے رحمتِ حق کی کنجیاں
تیرے فروغ کے لیے کافی ترا دیا فقط

محبِ شاہِ دیں

نہ ہو جس میں حبّ بطحا وہ جگر جگر نہیں ہے
جو تجھے نہ دیکھ پائے وہ نظر نظر نہیں ہے

جو خدا سے ڈر رہے ہیں، جو نبی پہ مر رہے ہیں
انہیں کو ئی غم نہیں ہے انہیں کوئی ڈر نہیں ہے

مرے بال وپر جو ہوتے تو مدینہ جا پہنچتا
کوئی قرض مجھ کو دے دے مرے پاس پر نہیں ہے

مری بے کسی پہ دنیا ہنسے، ہنس کے کیا کرے گی
میں گدائے مصطفیٰ ہوں کوئی کّروفر نہیں ہے

مرے درد کا مداوا، ترا ذکر میرے مولیٰ
یہی بات ہے جو نسخہ، کوئی کار گر نہیں ہے

جو محبِ شاہ دیں ہیں، دل وعقل کے غنی ہیں
اسے شیخ کیسے سمجھے، کہ وہ دیدہ ور نہیں ہے

وہ خدا نہیں یقیناً، کہ خدا تو ایک ہی ہے
مگر اے فروغؔ ان سا کوئی بھی بشر نہیں ہے [۱]

---

(۱) ۲۸/نومبر ۱۹۹۳ء

علاج دردِ پنہاں

علاجِ دردِ پنہاں روئے روشن کی زیارت ہے
تمہارا ذکر کرنا یا رسول اللہ عبادت ہے

ترا ذاکر خدا بھی، انبیا بھی اور ملائک بھی
کلام اللہ نگہِ عشق میں تیری حکایت ہے

مرے گھر آپ آئیں، آپ کے گھر میرا جانا ہو
یہی دستورِ الفت ہے، تقاضائے رفاقت ہے

حیاتِ مختصر افسوس یونہی رائیگاں گزری
مگر مولیٰ فقط تیرا ہی دم بھرنے کی عادت ہے

سوا ان کے کسی پر کیا کبھی قرآن اترا ہے
فروغؔ ایسا تصور بھی جہالت ہے حماقت ہے

درددل کا سکون ہے[۱]

مری شب بھی اب تو نہار ہے — ہمہ دم گلوں کی بہار ہے
مرادل نبی کا دیار ہے — مرا دل نبی کا مزار ہے
تری بارگہ ہے مری پنہ — تری رحمتوں پہ مری نگہ
ترا شہر بھی ہے عجب جگہ — کہ جناں بھی جس پہ نثار ہے
تو کریم ہے تو رحیم ہے — ترا لطف سب کو عمیم ہے
ترا خلق کتنا عظیم ہے — تجھے دشمنوں سے بھی پیار ہے
کرے خستہ جاں کوئی غم نہیں — یہ ترا کرم ہے ستم نہیں
ترا درد دل کا سکون ہے — تری یا د دِل کاقرار ہے
مری بے کسی پہ نہ تم ہنسو — مرےکس کو کاش!سمجھ سکو
وہ پرکھ رہا ہے غلام کو — رہِ عشق کا یہ شعار ہے
وہی اپنے دل کا طبیب ہے — وہی جاں سے اپنے قریب ہے
وہی ایک اپنا حبیب ہے — اسی پر تو اپنا مدارہے
وہ جو کلفتوں سے دوچار ہے — جو مصیبتوں کا شکار ہے
وہ کہ جس کا سینہ فگار ہے — اسے کا فی ایک پھوہار ہے
ہیں انھیں کے صدقے نبی ولی — ہے انہیں سے تیغ علی علی
مچے جس کےوار سے کھلبلی — وہ علی کےتیغ کی دھار ہے
ہے فروغ تیرے دیار میں — تری رحمتوں کے جوار میں
یہ نہ تھا شمار وقطار میں — مگر آج اس کا شمار ہے

[۱]۲رنومبر ۱۹۹۵ء

طیبہ کی گدائی

حصارِ رنج و غم میں ہےفدائی
رہائی دو رہائی دو رہائی

تعالیٰ اللہ تو ہے سب سے بہتر
خداکے بعد تیری ہی بڑائی

مرادستِ طلب ہے اور تو ہے
خدا کی ذات تک تیری رسائی

ابوبکر وعمر، عثمان وحیدر
ہر اک عکسِ جمالِ مصطفائی

کرو سیراب سوکھی دل کی کھیتی
کہ ہے شاداب تم سے ہر ترائی

یہ فرمانِ رسولِ محترم ہے
سبھی مسلم ہیں با ہم بھائی بھائی

میں جنت سے نگا ہیں پھیر لوں گا
اگر مل جائے طیبہ کی گدائی

جو کامل ذات تھی مطلوبِ عالم
رسول اللہ کی صورت میں آئی

ہمیں مطلوب سوزِ اندرونی
ہمیں درکار لطفِ جبہہ سائی

مہ و خورشید میں تابش تری ہی
نگاہِ و دل میں تیری روشنائی

وہی ہر عہد کا کامل نمونہ
انہی کی پیروی میں ہے بھلائی

ریاضِ دہر میں خوشبو انہی کی
انہی کی ہر طرف جلوہ نمائی

فروغ ان کے سوا کس کو پکاریں
وہی کرتے رہے حاجت روائی

□□□

قطعہ

عظمت سرور کونین کا جو منکر ہے
وہ تو حیواں بھی نہیں ہے اسے شیطاں کہیے
یادِ محبوب میں جو اشک کا قطرہ ٹپکا
وہ نہیں قطرہ اسے لعلِ درخشاں کہیے

جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شیخ القرآن علامہ عبداللہ خاں عزیزی علیہ الرحمہ کے سفر حج پر روانگی کی یاد میں

ارضِ مکہ پر جلالِ ربِّ اکبر دیکھیے
پھر جمالِ مصطفی طیبہ میں آکر دیکھیے

حجر اسود چومئے اور ملتزم پہ روئیے
خشک ہوتا پھر گناہوں کا سمندر دیکھیے

زیرِ میزاب آئیے پھر غسلِ رحمت کیجیے
آبِ زم زم پیجیے، کعبہ کا منظر دیکھیے

یہ کفن پوشی ہے اور عرفات کا میدان ہے
زندگی ہی میں عیاں انداز محشر دیکھیے

امِّ اسماعیل دوڑی تھیں صفا مروہ پہ کب
آج بھی جاری ہے کچھ، ایسا ہی چکر دیکھیے

اجتماعیت کا کیسا درس ہے اسلام میں
کعبۃ اللہ سارے عالم کا ہے محوَر دیکھیے

حضرت عبد اللہ میرِ کاروانِ ارضِ پاک
آٹھ نفری حاجیوں کا پاک لشکر دیکھیے

بارگاہِ مصطفی وہ بارگاہِ ناز ہے
خلد کی ساری بہاروں کو نچھاور دیکھیے

روضۂ اطہر پہ جاکر عرض کیجے با ادب
ہند میں اسلام کا جینا ہے دوبھر دیکھیے

کب صبا لاتی ہے پیغامِ حضوری اے فروغ
اپنی قسمت دیکھیے اپنا مقدر دیکھیے

رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گھر ہے اللہ کا ،میں ہوں محوِ دعا
واسطہ آپ کا یا رسول خدا

ان کو اللہ نے سب سے اچھا کیا
ان کو اللہ نے سب سے اچھا کہا

رحمتِ دوجہاں، خاتم مرسلاں
ہر نبی سے سوا آپ کا مرتبہ

ہمسری خاکِ طیبہ کی ممکن نہیں
ہمسری ان کی کیسے کرے کوئی کیا

آپ کا جو ہوا وہ خدا کا ہوا
آپ سے جو کٹا وہ وہ خدا سے کٹا

اے جمیل الشِّیَم اے شفیع الامم
مجھ گنہ گار کو آسرا آپ کا

اپنے بیمار پر اک نظر کیجیے!
دیجیے اپنے دامن کی ٹھنڈی ہوا

میری مٹی اڑا کر وہیں ڈال دے
ایک احسان کر سن اے صبا

حق فروغ ان کا کچھ تو ادا کیجیے
ہر گھڑی کیجیے وردِ صلِّ علیٰ [۱]

[۱] ۱۶رستمبر ۲۰۰۰ء

شوقِ دید

کس کو خدا ملا ہے بنا مصطفی ملے
جو مصطفی کو پالے اسی کو خدا ملے

سرمہ سمجھ کے اس کو میں آنکھ میں لگا ؤں
یارب مری نظر کو اگر خاکِ پا ملے

آنکھیں میں، پھر بچھاؤں ،سر پر اسے بٹھاؤں
ان کی گلی کا کوئی مجھ کو گدا ملے

بو صیری کو وسیلہ میں نے بنایا آقا
بیمار جسم و جاں کو در سے شفا ملے

مانا کہ پُرخطا ہوں پھر بھی تو آپ کا ہوں
کیوں کر کسی سے مانگوں مرا مدعا ملے

امیدوارِ رحمت ہوں میں شفیعِ امت
جب دھوپ حشر کی ہو ظلِ لوا ملے

معراج میں فلک پر ان کو کئی پیمبر
کہہ کر کے خیر مقدم اور مرحبا ملے

عظمت کو ان کی کیسے جانے فروغ کوئی
جب شوقِ دید میں خود رب العُلا ملے

آپ کا دربار

آرزو ہے کروں دیدار مدینے والے
دیکھ لوں آپ کا دربار مدینے والے

ایک چاہت ہی سیہ کار کا سرمایہ ہے
اور تو کچھ نہیں کردار مدینے والے

چشم گریاں، دلِ بریاں لیے سب حاضر ہیں
ایک میں رہ گیا بیمار مدینے والے

صاحبی دونوں جہاں کی ہے تمھارے ہی لیے
ہو تمھیں مالک ومختار مدینے والے

اک نظر، ایک نظر ایک نظر ایک نظر
تیز ہے وقت کی رفتار مدینے والے

سبز گنبد ہو گنہ گار کے ہاتھ اٹھے ہوں
آپ آمیں کہیں سرکار مدینے والے

لت برائی کی پڑی چھوڑے سے چھٹتی ہی نہیں
زندگی گزرے ہے بیکار مدینے والے

پھر چلا قافلۂ اہل دل واہل دُوَل
ہے فروغؔ آپ کا نادار مدینے والے

درِ مولیٰ

بت کدے سنسان بت تنہا ملے
کعبے کو جب حضرت والا ملے

رہروِ راہِ محبت کو خدا
کب ملا ہے بے شہِ بطحا ملے

حق تعالیٰ نے بنایا بے نظیر
کس طرح پھر آپ کا ہمتا ملے

اک زمانہ سے تھی دنیا منتظر
رہبری کے واسطے آقا ملے

بن کے رحمت پیش آئے سب کے ساتھ
چاہے ان کو غیر یا اپنا ملے

خون کے پیاسے عمر نکلے مگر
اک دعا میں آپ سے وہ آ ملے

در بدر کب تک پھریں گے نامراد
یا خدا ہم کو درِ مولیٰ ملے

مسجدِ اقصیٰ تھی نازاں بخت پر
چومنے کو ان کے نقشِ پا ملے

شہریار اپنے کو سمجھوں گا فروغؔ
ان کی کملی کا اگر ٹکڑا ملے [۱]

---

[۱] ۴/رجب ۱۴۰۴ھ

استغاثۂ مہجور

اے شاہ لے خبر،مرے غوثاہ لے خبر   اے دردِ دل سے واقف و آگاہ لے خبر
رہتی ہے تجھ کو اپنوں کی پرواہ لے خبر   شیطان روکتا ہے مری راہ لے خبر
للہ لے خبر مری للہ لے خبر
اے شافع امم شہِ ذی جاہ لے خبر

یاد خدا میں دل مرا لگتا نہیں ذرا   ناقص اگر عمل ہے تو کردار بھی برا
صوم و صلوٰۃ کا ابھی عامل نہ بن سکا   شیطاں کی مانتا ہوں قیدی ہوں نفس کا
اے چارہ ساز، میری پنا گاہ لے خبر
للہ لے خبر مری للہ لے خبر

سوئے مدینہ جاتے ہیں ہر سال قافلے   ان عاشقوں کے پاؤں میں پڑتے ہیں آبلے
ہے اذن باریاب کو جو چاہے مانگ لے   چلتا ہوں تیز پر نہیں کم ہوتے فاصلے
مشکل ہے انتظام شہنشاہ لے خبر
للہ لے خبر مری للہ لے خبر

رو رو کے کہہ رہا ہوں میں روداد بے کسی   افسوس کا مقام ہے سنتا نہیں کوئی
میری طرف نگاہِ توجہ ہو آپ کی   سن لیجیے غریب کی فریاد یا نبی
چھوڑوں گا اب نہ میں تری درگاہ لے خبر
للہ لے خبر مری للہ لے خبر

بندہ خدا کا ہر گھڑی محو ثنا رہے   جب تک بدن میں سانس ہے یہ مشغلہ رہے
ہر وقت اس کے ہونٹوں پہ صلِّ علیٰ رہے   سنت کی پیروی میں ہمیشہ لگا رہے
بے کس فروغ کی ہے یہی چاہ لے خبر
للہ لے خبر مری للہ لے خبر

شب ۲۲ ررمضان المبارک ۱۴۲۱ھ وارد حال الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔

سلام ببارگاہ خیرالانام

یا نبی سلام علیک   یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک   صلوٰت اللہ علیک

آپ ہیں آقا ہمارے   آپ ہیں مولیٰ ہمارے
کام سب بگڑے بنادو   ہو کرم شاہا ہمارے
یا نبی سلام علیک۔۔۔

واسطہ مشکل کشا کا   واسطہ غوث الوریٰ کا
صدقۂ مخدوم اشرف   واسطہ غازی پیا کا
یا نبی سلام علیک۔۔۔

ہم گرے ہم کو سنبھالو   ہر بلا تم ہم سے ٹالو
ہند میں جینا ہے مشکل   اپنی چوکھٹ پر بلا لو
یا نبی سلام علیک۔۔۔

تاک میں شیطاں ہے ہر دم   نفس بھی اس کا ہے ہمدم
آپ ہی ہم کو بچائیں   ورنہ آگے ہے جہنم

یا نبی سلام علیک   یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک   صلوٰت اللہ علیک

منقبتیں

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

شاہ امم کی آنکھ کے تارے حسین ہیں
مولٰی علی کے راج دلارے حسین ہیں

شہدائے کربلا میں نیارے حسین ہیں
مومن کو جان و دل سے بھی پیارے حسین ہیں

بد بخت ہے وہ شخص جو اس طرح سے کہے
جیتا یزید جنگ میں ہارے حسین ہیں

ہر دل میں حبِ شبر و شبیر ہے بسی
ہر فرد کی صدا ہے ہمارے حسین ہیں

اصحابی کالنجوم کے زمرے میں بھی ہیں وہ
پھر اہلِ بیت میں بھی ہمارے حسین ہیں

وہ جنتی جوانوں کے سرور ہیں اے فروغؔ
قسمت کے بادشاہ ہمارے حسین ہیں

۷؍محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

حسین زندۂ جاوید ہو گئے مر کر

حیات دینِ نبی کے لیے شہا تو نے
گلے سے موت کو اپنے لگا لیا تو نے

کٹا کے تونے بہتّر نفوس کے سر کو
خدا کے دین کو زندہ بچا لیا تونے

حسین زندۂ جاوید ہو گیے مر کر
یزید جی کے بھی خود کو کیا فنا تونے

جوان قاسم و اکبر ہوں یا علی اصغر
ہر اک کی جان کو دیں پر فدا کیا تونے

حسین تیرا یہ احساں ہے ہر مسلماں پر
کہ دینِ حق ہمیں مر کر عطا کیا تو نے

صدا یہ آتی ہے کرب و بلا سے صبح و مسا
رضائے رب کے لیے گھر لٹا دیا تونے

کٹا دو سر بھی اگر دین کو ضرورت ہو
کٹا کے سر یہ جہاں کو بتا دیا تونے

فروغؔ کو بھی عطا ہووہ لذتِ سجدہ
جو کربلا کی زمیں پر ادا کیا تونے

۷؍محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زباں پر مری ورد یا غوث اعظم
دلِ مضطرب کی صدا غوث اعظم

سیہ ہو گیا قلب زنگِ گنہ سے
چھڑا زنگ دل کا چھڑا غوث اعظم

میں دیکھا کروں جلوۂ یار اس میں
بنادل مرا آئینہ غوث اعظم

قدم ہے ترا گردن اولیا پر
یہ دل ہے قدم رکھ ذرا غوث اعظم

بچالو ہلاکت کی کھائی سے مجھ کو
گرا میں گرا میں گرا غوث اعظم

جلا دین کو زندگی دینے والے
مرا میں مرا میں مرا غوث اعظم

تقرب ،ولا اور رضائے الٰہی
ہمیں بھی خدا سے دلا غوث اعظم

خدا کا عطا سے تو قدرت نما ہے
تجھے رب سے کیا کیا ملا غوث اعظم

خدا کی ولی،لاڈلا مصطفی کا
وسیلہ گنہ گار کا غوث اعظم

غرض اہل ثروت سے رکھے کوئی کیا
بہت ہے تمہارا دیا غوث اعظم

برائے کرم آکے کلمہ پڑھانا
مجھے زیست کا جب دیا غوث اعظم

فروغ اعظمی کو بلا اپنے در پر
لگی میرے دل کی بجھا غوث اعظم

□□□

قطعہ

آنکھ کا دل بھر گیا دنیا کا منظر دیکھ کر
دل کی آنکھوں کو بھی یا اللہ دِکھنا چاہیے
بندگی ہی بندۂ مومن کو شایاں ہے فروغ
کوچۂ مولیٰ میں ہر دم ہم کو بِکنا چاہیے

□□□

خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

خواجۂ خواجگاں معین الدیں
ہند کے حکمراں معین الدیں

تیری آمد سے گمرہی بھاگی
ہادئ گمرہاں معین الدیں

بن گئی وادئ ہدیٰ تجھ سے
ارضِ ہندوستاں معین الدیں

لوگ فرماں روائے جسم فقط
حاکم جسم و جاں معین الدیں

ہے جبیں گاہ سرورانِ ہند
آپ کا آستاں معین الدیں

مالکِ دوجہاں کی بخشش ہیں
بہر ما ہندیاں معین الدیں

تیرے ہوتے ہوئے سنیں ہم لوگ
کفر کی دھمکیاں معین الدیں

ہو فروغ حزیں پہ لطف وکرم
اے کسِ بے کساں معین الدیں

۱۷ر رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

محبوب یزدانی

مرا مخدوم لاثانی، مرا محبوب یزدانی
جہاں گیر ولایت کو نہ شایاں تھی جہاں بانی

دوائے جملہ علتہائے روحانی وجسمانی
تمھارے نیر کا پانی تمھارے نیر کا پانی

رسول اللہ نے تم کو کچھوچھہ اس لیے بھیجا
کرو تم دور حیران وپریشاں کی پریشانی

ترے درپر جھکے ہیں کج کلاہانِ زمانہ بھی
ترے در پر ہے خم اللہ والوں کی بھی پیشانی

تمھارے آستانے کی گدائی زندگی بھر کی
شہا اب موت آنی ہے رہے ہر لحہ نگرانی

فروغؔ اعظمی کا رات ودن بس یہ وظیفہ
الٰہی خیر گردانی بحق شاہِ سمنانی

□□□

قطب عالم شیخ قطب الدین قطب، بینائے دل شہر جون پور کے آستانے پر

یاد نے فریاد نے سہلائے دل
کاش جلوہ بھی کبھی بہلائے دل

اب بھی کچھ بگڑا نہیں بن جائے دل
تو بہت بہلکا بہت بہکائے دل

مت بہک مت جا کہیں آجا یہیں
سامنے ہے روضۂ بینائے دل

دیکھیے دل سے، دل بیمار کو
اک نظر میں ہی شفا پاجائے دل

سرپھرا سر، سرجھکائے ہے حضور
نذر ہیں سرکار میں اجزائے دل

دیکھیے اور اتنا اچھا کیجیے
اپنا دل بھی آج سے کہلائے دل

جس کی خوشبو سے مہک اٹھے جہاں
گلستاں ایسا ہے صحرائے دل

ہوش ایسا دے جو سنجیدہ کرے
جوش ایسا دے کہ جو گرمائے دل

آپ ہی پر دل کو آنا چاہیے
چاہ لیں گر آپ پھر آجائے دل

جُبِّ کامل کو اطاعت چاہیے
ورنہ پھر ناقص سمجھ دعوائے دل

مصحفِ رخ کی تلاوت اور یاد
روح کو تڑپائے اور لرزائے دل

چھوڑ ماضی چھوڑ مستقبل کی فکر
حال اچھا ہے تو سب اچھا ہے دل

التجا میں سوز لازم ہے فروغؔ
ہاں مگر لازم اسے سودائے دل

اعلی حضرت امام احمد رضا خان قادری

محب شاہِ بطحا ہند میں حسّان کا ثانی
امام احمد رضا خاں قادری محبوب ربانی

امام اعظم ثانی، وہ عکس غوث جیلانی
وہ طیفور زمانہ تھا وہ شعرانی و خرقانی

غزالی تھا، وہ رازی تھا ، جنید و شبلی و رومی
وہ قطب وقت اور غوث زماں شہباز روحانی

مجدد تھا محقق تھا مفسر تھا محدث بھی
کلام و فقہ میں اپنے زمانے میں وہ لا ثانی

وہ ناموس رسالت کے لیے ہر وقت مرتا تھا
بقائے دائمی پالی نبی میں جب ہوا فانی

سراپا عشق تھا، علم و عمل میں وہ یگانہ تھا
فروغؔ اس نے ہمیشہ کی فقیری میں بھی سلطانی

مبلغ اسلام

حضرت مولانا عبدالعلیم میرٹھی ثم مدنی علیہ الرحمۃ والرضوان

اعلیٰ حضرت کا ابنِ روحانی
والدِ نامدارِ نورانی

نام عبد العلیم ہے جس کا
اس کی کرتا ہوں منقبت خوا نی

تم وہ چرخِ ہدیٰ کے سورج ہو
جس سے ہے کل جہا ں میں تابا نی

تشنگانِ مئے ہدایت کو
کر دیا مست جامِ عرفانی

اَن گِنت لوگ تیرے ہاتھوں سے
پا گئے عزو شانِ ایمانی

تم سے دنیائے کفر لرزاں تھی
تم تھے شمشیر دینِ حقانی

ہے جوارِ نبیؐ رحمت میں
تیری تربت میں خلد سامانی

عظمتِ علم کو ترے کافی
قولِ احمد رضائے لا ثانی

جہل سن کر تمہارے علم کا نام
بھاگے مثلِ خرِ بیابانی

اے فروغؔ آؤ کسبِ فیض کریں
از درِ فیض بخشِ روحانی

بفیضِ حضرت عبدِ علیم

بفیض حضرت عبدِ علیم پارسا دے دے
فدا کاری کا جذبہ ہم کو اے ربِ علیٰ دے دے

مفکر، فلسفی، مصلح کوئی تجھ سا کہاں پائے
اگر موجود ہو تو پھر ہمیں کوئی پتہ دے دے

جو خدمت دین کی کرتا رہا اکنافِ عالم میں
اسی عبدِ علیمِ دین حق کا ولولہ دے دے

تمہاری عظمتِ علم و ہنر کا اک جہاں قائل
نہ پھر کیوں کر گواہی فلسفی برنارڈ شا دے دے

کریں تبلیغِ دینِ مصطفی سارے جہاں میں ہم
غلامانِ علیمی کو الٰہی ! حوصلہ دے دے

کیا کرتے رہیں ہم منعقد یومِ وصال ان کا
اسے بھی یا خدا! اصلاح کا تو مرتبہ دے دے

لٹا دیں، دین کی خاطر متاعِ زندگی ہم بھی
فنا کے بعد کوئے یار میں دو گز جگہ دے دے

رہے آباد یونہی تا ابد دارالعلوم ان کا
علیمی [۱] سا کوئی بے مثل اس کو رہنما دے دے

فروغؔ اعظمی کی ہے تمنا دین و دنیا میں
شہیدِ عشقِ حق کی زیست کی اس کو ادا دے دے

---

[۱] الحاج شمس الحق علیمی مرحوم، بانی صدر دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی

حضرت مفتیٔ اعظم ہند [علیہ الرحمہ]

مفتیٔ اعظم،فقیہ اعظم ہندوستاں
وصف سے عاجز قلم ہے اور قاصر ہے زباں

فقہ وفتویٰ ،زہد وتقویٰ اور ہدایت کے امام
وارثِ علم نبوت ،مظہرِ غوثِ زماں

بو الحسین نوری و مارہروی کے لاڈلے
نور چشمِ اعلیٰ حضرت ،تاجدارِ سنّیاں

کم غذا تھے اور تھے کم خواب اور کم گو بہت
تم میں تھیں موجود خاصانِ خدا کی خوبیاں

عالم و عامی شہنشاہ و گدا ہر ایک ہی
بہر کسبِ فیض آتے تھے تمہارے آستاں

وہ بہارِ بوستانِ قادریت تھا فروغؔ
اس کی خوشبو سے معطر اور معنبر ہے جہاں

۱۰؍دسمبر۱۹۹۸

حافظ دین وملت (علیہ الرحمۃ والرضوان)

السلام اے حافظِ ملت فدائے دینِ پاک
ہے تری تنویر سے ظلمت کا سینہ چاک چاک

اہل سنت کیوں نہ ہوں تجھ پر فدا سو جان سے
بن گئی مشکِ ختن تیری بدولت مشک خاک

علم ودانش کے پیامی،دین احمد کے امیں
دشمنوں کے دل پہ بیٹھی ہے تری سطوت کی دھاک

حق پرستو !حافظ ملت کی ہے یہ بات حق
حق و باطل میں کبھی ہوتا نہیں ہےاشتراک

اشرفیہ دین کا مضبوط قلعہ ہے فروغؔ
آبرو جس نے بچا لی اور رکھ لی اپنی ناک

مجاہدِ ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان

قوم وملت کے مجاہد خاکساروں کے امیر
سرزمین ہند پر ناپید ہے تیری نظیر

خم جبیں کرتے ہیں در پہ ترے سب میر و کبیر
تھا دلوں کا حکمراں تو لیک ظاہر میں فقیر

انکسار و عجز و تقویٰ زہد سرمایہ ترا
تیرے ماتھے پر نمایاں تمکنت کی تھی لکیر

ناز ہے ہستی پہ تیری اہل ہند و پاک کو
مردِ حق، مردِ خدا، پیغامِ سیرت کے سفیر

لرزہ براندام ہے ایوانِ باطل آج تک
کلمۂ حق بولنے سے کب ہوا خائف ضمیر

اب کوئی جنچتا نہیں تیرے سراپا کے حضور
اک فروغؔ اعظمی کیا؟ اک زمانہ ہے اسیر

شیخ العلما

حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان

وہ سادہ تن ، لاغر بدن ، پاکیزہ دل ، روشن جبیں
وہ تھے اویسِ وقت اوصافِ مشائخ کے امیں

تھے فیضیاب بارگاہ حضرتِ احمد رضا
وہ مجلس رضوی میں بیٹھے اور باتیں بھی سنیں

جب بھی ذرا فرصت ملی تدریس سے اس کو کبھی
ذاکر ہوا، شاغل ہوا وہ ہو گیا رب سے قریں

تھا پیکر علم و تواضع ، مظہر صدق و صفا
تھا وہ توکل اور قناعت میں سلف کا جانشیں

اس کے وصال پاک کا منظر ابھی بھی یاد ہے
رویا فلک، روئی زمیں خلقت ہوئی ساری حزیں

بوذر تھا وہ گر فقر میں تو عشق کا شہباز تھا
جلوت میں بھی اپنی رہا کرتا تھا وہ خلوت نشیں

تھا وہ مرید شہ ابو القاسم حسن مارہروی
وہ رضا کے پیر خانے کا رہا تھا خوشہ چیں

ہم درد اور فریاد رس تھا بے سہاروں کے لیے
شفقت فروغؔ اعظمی اب تک مجھے بھولی نہیں

حضرت مستان شاہ علیہ الرحمہ

حضرت بابا شکر اللہ عرف مستان شاہ تمکوہی راج کشی نگر

بادشاہِ دیں و دنیا حضرتِ مستان شاہ
میرے آقا میرے مولا حضرتِ مستان شاہ

عالمِ علمِ لدنّی واقفِ اسرارِ حق
تھے لسانِ غیب گویا حضرت مستان شاہ

جسم وجاں کے روگ سے عاجز پریشاں ہیں بہت
کیجیے بیمار اچھا حضرت مستان شاہ

آپ ہیں میرے وسیلہ غوث اعظم کے حضور
آپ کے ہیں وہ وسیلہ حضرت مستان شاہ

بادۂ عشقِ حقیقی کا نشہ غالب رہا
تھے ولی اللہ بابا حضرت مستان شاہ

زہر بھی تریاق کردیتا ہے مولا کا ولی
دیکھ لو اس کانمونہ حضرت مستان شاہ

دل سے مانگو گے تو پاؤگے مراد اپنی ضرور
جانتے ہیں دل کا چاہا حضرتِ مستان شاہ

چل رہا ہے کس کاسکہّ کون حاکم ہے یہاں
آپ ہی کا آپ ہی کا حضرت مستان شاہ

اولیا اللہ دیتے ہیں دیا اللہ کا
دیجیے کچھ ہم کو صدقہ حضرت مستان شاہ

آپ کا پیچھا نہ چھوڑے گا فروغؔ اعظمی
آپ کے کتوں کا کتا حضرت مستان شاہ

حضرت مولانا کاظم علی مصباحی (علیہ الرحمہ)

حافظ ملت بھی تھے توصیف میں رطب اللسان
کس طرح ہو پائے گا اوصاف کاظم کا بیاں

خدمتِ دینِ متیں سے تھی عبارت زندگی
آسمانِ علم وفن کی جگمگاتی کہکشاں

مظہر عبد الرؤف و حضرت عبد العزیز
فنِ معقولات میں اب تجھ سے ملتے ہیں کہاں

سادگی، سنجیدگی، لیکن وجاہت اور وقار
عظمتِ مرد مسلماں، تیری ہستی سے عیاں

خطۂ اجیار ہے،اجیار تیرے علم سے
تیرے نورِ علم سے، پُرنور ہے ہندوستاں

پختگئ علم و فن کاذکر ہے ہر چار سو
اہلِ علم وفن بھی کثرت سے ہیں تیرے مدح خواں

یوں تو موت آتی ہے سب کو ایک دن لیکن فروغؔ
ان کے اٹھ جانے سے ہے مغموم ہر خُردکلاں

۲۴؍نومبر ۱۹۹۳ء

رثائی قطعات

بسلسلۂ وفات شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان

یرحل المفتی شریف الحق الی موتک لا موت فرد واحد		رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ راضیا قد غدا العالم بموتک ماضیا
آہ! یا اللہ یہ کیا ہو گیا جس سے تھی ایوانِ دیں میں روشنی		چاند آغوشِ لحد میں سو گیا ہائے وہ ہیرا اچانک کھو گیا
سونی سونی مسند افتا ہوئی کون الجھی گتھیاں سلجھائے گا		بزمِ شرعی پر خموشی چھا گئی تونے اپنا لی ہے جو دنیا نئی
جانشین امام اعظم تھا تھا محدث بھی اور محقق بھی		وقت کا تو فقیہ اعظم تھا تو مصنف خطیبِ اعظم تھا
دل فسردہ عزیزِ ملت ہیں ہیں دل افگار سیدِ ملت		غم چشیدہ ضیائے ملت ہیں آبدیدہ امینِ ملت ہیں
اعلیٰ حضرت کا ریزہ خوار تھا تو حافظ دین کا چہیتا تھا		مفتیِ اعظم کا اعتبار تھا تو اہل سنت کا افتخار تھا تو
کس قدر درد تھا دعاؤں میں آپ صاحب دلوں میں شامل تھے		سوز کتنا تھا التجاؤں میں ہے فروغ آپ کے گداؤں میں

فقیہِ ملت

حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ

متوفی ۴ / جمادی الآخرہ ۱۴۲۲ھ، ۲۴ اگست ۲۰۰۲ء شب جمعہ

ہر طرف ماتم بپا ہے علم کا باقر گیا
عالم باطن گیا ہاں عالمِ ظاہر گیا

بارگاہِ قدس سے پیکِ اجل لایا پیام
حاملِ قرآن وسنت،فقہ کا ماہر گیا

نیر تابانِ ملت آہ اب روپوش ہے
ہائے عظمت اور جلالت کا منارہ گر گیا

قاسمِ علمِ نبوت، دولتِ دیں کا امیں
آخرآخر بانٹتا علم اور خیر و بِر گیا

موت کے پُل سے گزر کر واصلِ مولا ہوا
بندہ رحمٰن رحمت کے جلو میں گھِر گیا

دل نہ دنیا سے لگایا عمر بھر قانع رہا
رب کا بندہ رب سے ملنے صابر و شاکر گیا

نام نامی تھا”جلال الدین احمد امجدی“
برکت اسمِ جلالت پا گیا ذاکر گیا

تیرے طالب دور رہ کر بھی ہنر پاتے رہے
کون”اوجھا گنج“آ کر خائب و خاسر گیا

جس کی خاطر زندگی کی بھیک مانگی تھی فروغ
روٹھ کر مجلس سے اپنی دیکھیے آخر گیا

نظمیں

نظم استقبالیہ

''بخدمت امین ملت حضرت ڈاکٹر سید امین میاں صاحب برکاتی
سجادہ نشین آستانہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ
بموقع تشریف آوری، جلسۂ دستار بندی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
منعقدہ ۲۱ رصفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶ مئی ۲۰۰۰ء''

اے رضا کے پیر کی گدی کے سجادہ نشیں!
تاجدار درگہ مارہرہ ،اے سید امیں
نور چشم و لختِ قلبِ حضرت حیدر حسن
تو ہے منظور نگاہ سید علما ے دیں

تیرے آنے سے مہک اٹھا علیمی بوستاں
کھل اٹھے فیضانِ برکاتی سے گل اور یاس یل
ذات تیری مصدرِ برکاتِ اولاد رسول
اے مری امید گہ ،تو ہے مرے دل میں مکیں

تجھ سے فیضانِ شہ قاسم ہے جاری آج بھی
خاتم مہدی حسن کے خوشنما روشن نگیں
قاسمِ برکات ہے تو واقفِ اسرار ہے
تو ہے عکسِ نور سیدنا امام العارفیں

دین و دنیا ظاہر و باطن سے تو آگاہ ہے
حضرت آلِ رسولِ احمدی کے جانشیں

خوب بانٹو قادری خیرات کیا ہوگی کمی
اچھے پیارے آلِ احمد کے خزانوں کے امیں

ہم مریضوں کی مسیحائی کرو آقا مرے
بہرِ حمزہ حضرت آلِ محمد شاہِ دیں

صاحب البرکات کے برکات سے سیراب کر
تشنہ لب ہے روح ،بنجر ہے مرے دل کی زمیں

میرے پُرکھے خانہ زاد کہنہ برکات تھے
میں ترے الطاف اور برکات کا ہوں خوشہ چیں

ہے سیہ کارو سیہ باطن فروغ اعظمی
اک توجہ اس طرف بھی اے مرے مہر مبیں

مرحبا اھلاً وسھلاً مرحبا

۲۴-۲۵ شوال ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۸-۲۹/اپریل ۱۹۹۲ء بموقعۂ جشن افتتاح نورانی
ہاسٹل ورسم دستار بندی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
قائد اہل سنت، حضرت علامہ شاہ احمد نورانی میاں (علیہ الرحمہ) کی جمدا شاہی آمد پر
جمدا شاہی کے عقیدت مندوں کے احساس کی ترجمانی''

مرحبا اھلاً و سھلاً مرحبا — مرحبا اے نائب شاہِ ہدیٰ
غنچہ غنچہ تیری آمد سے کھلا — گوشہ گوشہ خوشبوؤں سے بس گیا
شادماں ہوکر ہر اک دل نے کہا
مرحبا اھلا و سھلا مرحبا

تیری پیشانی پہ عظمت کی لکیر — تو وجیہ و با صفا، روشن ضمیر
تیری باتیں دل نواز ودل پذیر — اک جہاں تیری محبت کا اسیر
ہو عطا ہم کو بھی جینے کی ادا
مرحبا اھلا و سھلا مرحبا

زہد و تقویٰ اور قناعت تیرا دھن — خلق میں اسلاف سا رنگِ کہن
باپ سے تجھ کو ملی سچی لگن — نشرِ افکارِ رضا ،تیرا مشن
اہل سنت کو تری حاجت سدا
مرحبا اھلا و سھلا مرحبا

تیرا ممنون عالمِ اسلام ہے — رہبریٔ قوم تیرا کام ہے
دعوتِ حق ہی ترا پیغام ہے — بہرِ حق تو حامئ صدّام ہے
قوم تیری اک صدا پر ہے فدا
مرحبا اھلا و سھلا مرحبا

حضرت مدنی کی سچی یادگار
اے مرے باغِ علیمی کی بہار
تیرا آنا ہو مرے گھر بار بار
فرش رہ ،رہتی ہے چشمِ انتار
آج تو قسمت سے جلوہ گر ہوا
مرحبا اهلا و سهلا مرحبا

زحمتیں جھیلیں کیا لمبا سفر
خوش ہوئے جنگل میں منگل دیکھ کر
آرزو اپنی ہوئی پوری مگر
ہم غلاموں پر رہے یونہی نظر
ہے فروغ بے نوا کی التجا
مرحبا اهلا و سهلا مرحبا

گلدستۂ تہنیت

بسلسلۂ آمد مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ احمد نورانی میاں علیہ الرحمہ

بموقع جلسہ دستار بندی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی منعقدہ ۱۲ / ۱۳ شوال ۱۴۰۹ھ

آج جمدا شاہی میں ایسا میہماں آیا
جس کے دید کی خاطر اک جہاں یہاں آیا

بال بال نورانی، پر جلال پیشانی
یاد دیکھ کر جس کو رب دو جہاں آیا

تشنہ کا م جا جاکر تشنگی بجھاتے ہیں
زحمت سفر کر کے خود کنواں یہاں آیا

گلشن علیمی کے جشن کی ہے تو زینت
چاند بھی سلامی کو تیرے آستاں آیا

ہو دیار یورپ یا ایشیا و افریقہ
دین کی حفاظت کو تو کشاں کشا ں آیا

آپ ہیں بلاشبہ سچے جاں نشیں مبلغ کے
آپ میں نظر وہ ہی جلوہ ضوفشاں آیا

قادیاں کے فتنے کا سر قلم کیا جس نے
اے فروغ ہا ں وہ ہی قائد زماں آیا

نغمۂ تبریک

بموقع واپسی زیارت حرمین شریفین

حضرت قاری جلال الدین صاحب مہتمم الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ روناہی فیض آبادی

السلام اے رہ نوردِ کوئے طیبہ السلام
مرحبا کہتے ہیں آقائے دو عالم کے غلام

ہو مبارک حجِّ کعبہ اور دید کوئے یار
اے جلالِ دین و ملت عاشقِ خیر الانام

آؤ کرلیں چار آنکھیں ہم تمہاری آنکھ سے
گنبدِ خضریٰ سے یہ آنکھیں ہوئی ہیں شاد کام

مل گیا حج کا شرف ان کی زیارت کے طفیل
ورنہ کیا معلوم ہو پاتا بی حج کا اہتمام

اک نبی کی ٹھوکروں میں کچھ عجب تاثیر ہے
آج بھی دنیا پہ زم زم کا ہے جاری فیض عام

کہہ دو شیخ نجد سے پڑ جائے گا کافی گراں
انہدام سبز گنبد محوِ آثارِ کرام

کوئی آیا ہے وہاں سے اپنی بستی میں فروغ
آؤ دیکھیں کچھ ،کسی کا شاید آیا ہو پیام

ترانۂ علیمیہ

مرکز علم و فن علم کی انجمن
فضلِ محبوبِ رب سایۂ پنجتن
قوم کی آبرو اور ملت کا دھن
اے علیمی چمن،اے علیمی چمن

مثلِ ابر بہاری برستا رہے
اور خورشید جیسے چمکتا رہے
صدقۂ نور، تا حشر بٹتا رہے
تیرگی کر دے کافور تیری کرن
اے علیمی چمن ،اے علیمی چمن

تجھ کو اپنی حفاظت میں رکھے خدا
تجھ کو چھونے نہ پائے مخالف ہوا
تیرا دامن رہے خوشبوؤں سے بھرا
ڈالی ڈالی کھلیں لالہ و نسترن
اے علیمی چمن،اے علیمی چمن

ہم غریبوں کو عزت تمھیں سے ملی
علم ودانش کی دولت تمھیں سے ملی
ہم تھے گمنام شہرت تمھیں سے ملی
پھر فداتم پہ کیوں نہ کریں جان وتن
اے علیمی چمن ،اے علیمی چمن

اک مبلّغ[۱] نے ہم کو اشارہ کیا
پاسباں [۲] نے تعاون ہمارا کیا
ہم نے تیرے لیے اینٹ گارا کیا
جنوری کا مہینہ تھا باون کا سن [۳]

اے علیمی چمن ،اے علیمی چمن

ہے فروغِ اعظمی کی دلی آرزو
ازہر ہند ہو،اشرفیّہ ہو تو
تیرا فیضان عالم میں ہو چار سو
صفّہ طالباں، حوزۂ علم وفن

اے علیمی چمن ،اے علیمی چمن

---

[۱] مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی، علیہ الرحمہ

[۲] پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ

[۳] تاسیس دارالعلوم علیمیہ، جنوری ۱۹۹۲ء